علماء اور حکومت

لفٹنٹ کرنل ڈاکٹر خواجہ عبد الرشید صاحب - کراچی

خواجہ صاحب سے قارئین بُرہان اچھی طرح واقف ہیں۔ موصوف نے گذشتہ ماہ کے نظرات‘ جن میں علمار اور جدید تعلیم یافتہ کی کشمکش پر اظہارِ خیال کیا گیا تھا‘ انھیں پڑھ کر ایک خط لکھا ہے جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ آئندہ اشاعت میں ایڈیٹر برہان کے قلم سے اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں (ایڈیٹر)

تاریخ اسلام میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی جب کہ حکومت علمار کے ہاتھ میں رہی ہو۔ حکمراں طبقہ ہمیشہ جماعت علمار سے ایک علیحدہ ہی طبقہ ہوا کرتا تھا۔ ان حکمرانوں میں متعدد مثالیں ہمارے پاس ایسی ہیں جہاں مملکتوں کے سربراہ ہر قسم کے علوم سے سرفراز تھے اور بعض بعض نے تو ولایت تک کا رُتبہ پایا ہے مگر تعجب کا مقام ہے کہ وہ جماعت جو ہمیشہ سے اپنے آپ کو علمار کے نام سے کہلواتی آئی ہے کبھی بھی حکومت کرنے کے قابل نہ بن سکی۔ یہ حقیقت ہماری نگاہ اس طرف منتقل کراتی ہے کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ کیا بات ہے کہ بادشاہوں نے اسلامی علوم سیکھے مگر علمار حکومت کے قابل نہ بن سکے۔ آخر حکومت کرنے میں کونسی ایسی خصوصیتیں درکار تھیں جو علمار کو مشکل معلوم ہوئیں اور وہ ان سے بہرہ ور نہ ہو سکے۔ ایک دو مرتبہ تاریخ میں ایسی مثالیں ضرور ملتی ہیں جہاں علمار نے جہاد کیا مگر بُری طرح ناکام رہے۔ جہاد پر مسلمانوں کو اُکسا دینا کوئی بڑی بات نہیں مگر حکومت کو برقرار رکھنا اُن کے لئے ایک مشکل بات تھی۔

اب اس حقیقت کو سامنے رکھئے اور اپنے جدید اور قدیم طبقہ پر نگاہ دوڑائیے۔ درحقیقت یہ جدید و قدیم طبقوں کی تقسیم ہی غلط ہے‘ اصل تقسیم حکمراں اور علمار کا طبقہ ہے۔ حکمراں طبقہ ہمیشہ اور ہر دور میں جدید قسم کا طبقہ ہوا کرتا تھا اور علمار کا طبقہ قدیم قسم کا طبقہ رہا ہے۔ اصل اختلاف کا یہاں ہی پتہ چلتا ہے۔ اگر تعاون نہیں ہے

تو حکمراں اور علماء میں نہیں، جدید اور قدیم کا سوال اٹھتا ہی نہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اختلاف ایک نفسیاتی حقیقت ہے اور وہ اس لئے کہ چونکہ علماء کا طبقہ حکومت کے کبھی قابل نہیں ہوا ہے اس لئے حکمرانوں کے ساتھ اس طبقہ علماء کو خدا واسطہ کا بیر ہے جو ہیچ مقداری کی ایک روشن مثال ہے، اختلاف کی اور کوئی وجہ نہیں۔

جب تک خلافت رہی اس وقت تک خلیفہ ہی علماء تھے! خلیفہ ہی امام تھے اور خلیفہ ہی حکومت کے کاروبار کی دیکھ بھال کرتے تھے، اجتہاد بھی ان ہی کے ذمہ تھا۔ جنگوں کے نقشے بھی اکثر یہی تیار کرتے تھے، گویا لیڈرشپ کی تمام خصوصیتیں ان خلفاء میں مرکوز ہوگئی تھیں، پھر بادشاہت آئی اس میں حکومت پشت در پشت چلتی رہی، مگر بڑے بڑے جری حکمراں پیدا ہوئے، ان میں علم دوست بھی تھے اور کچھ کورے مگر ہم نے علماء کے طبقہ میں سے کسی کو بھی تاریخ میں سامنے آتے نہیں دیکھا جو اپنی ہر دلعزیزی یا جرأت اور دلیری کی وجہ سے حکومت پر قبضہ کر پایا ہو۔ یہ باتوں ہی کے دھنی رہے کردار کے دھنی نہ بن سکے۔ اگر ان سے کچھ بن پڑا تو حکومت کے خلاف پارٹیاں بنا کر کھڑی کر دیں یا مذہب کے اندر نت نئی رخنیتیں نکال لیں اور تفرقے ڈال دیئے۔ امت کے بہتر فرقے بنا کر کھڑے کر دیئے اور حدیث گھڑ لی کہ "اختلاف امتی رحمۃ" اللہ اکبر! یہ اندازِ فکر کچھ ایسا چل نکلا کہ ان باتوں سے علماء کو کبھی فرصت ہی نہیں ملی۔ مسلمانوں میں مختلف فرقے حکمرانوں کے بنائے ہوئے نہیں بلکہ علماء کے بنائے ہوئے ہیں اور تاریخ اس کی شاہد ہے کہ ہمیشہ ہی جب کبھی مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہوا ہے وہ علماء ہی کی وجہ سے تھا۔

جدید اور قدیم کا تو سوال ہی غلط اٹھایا گیا۔ اب بات یہ ہے کہ ان ہر دو فرقوں کو اصل حقیقت کا اعتراف کرنا چاہیئے۔ علماء حکومت کے اہل نہیں جو حکومت کرنے کے قابل ہیں وہ قوم کو آگے بھی بڑھا سکتے ہیں۔ مگر چونکہ علماء احساسِ کمتری میں مبتلا ہیں وہ قوم کو کسی طرح بھی آگے بڑھنے نہیں دیتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قوم کے اندر روز بروز ایک اخلاقی اور قومی انحطاط بڑھتا چلا جاتا ہے۔ چونکہ علماء تعاون کے قائل نہیں، یہ خلیج بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ اور یہ مقامِ افسوس ہے۔ حکمراں طبقہ نے آج تک کبھی علماء کو کچھ نہیں کہا، مگر علماء ہیں کہ حکمرانوں کے ہر فعل کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہماری انقلابی حکومت نے پچھلے اڑھائی برس میں جو کارنامے کر دکھائے ہیں۔ علماء نے ان کو سراہا نہیں

اِلّا چند ایک نے - مگر جوں ہی اُن کو موقع ملتا ہے کہ اب حکومت ایک قدم آگے بڑھانا چاہتی ہے جس میں کچھ مذہبی معاملات کا دخل ہے یہ چیخ اُٹھتے ہیں، حالانکہ معاملہ معاملات تک ہی رہتا ہے ایمانیات میں دخل نہیں دیا جاتا - جبتک یہ رویہ علمار بدل نہیں لیتے اختلاف مٹ نہیں سکتا، بڑھتا ہی جائے گا علمار بعض اوقات حکومت کے لئے بڑی مشکل پیدا کر دیتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ حکمراں طبقے کا — وہ طبقہ جو حکومت کا جزو ہوتا ہے — آپس میں کبھی ایسا اختلاف نہیں ہوا جس کی مصالحت نہ ہو سکے، مگر علمار کا آپس میں کبھی بھی اتفاق نہیں ہوا - حکمراں طبقہ میں یک جہتی زیادہ ہے بہ نسبت علمار کے - علمار میں اگر ہے تو یہ خود ان کی اپنی خاص جماعت کے ساتھ مخصوص ہے - مختلف جماعتوں کی ہمیشہ آپس میں جنگ ہی رہی - ان وجوہات کی بنا پر علمار کو چاہیئے کہ کچھ عرصہ یا تو حکومت اپنے ہاتھ میں لیں اور چلا کر دکھائیں - یا کچھ عرصہ کے لئے سیاسی معاملات سے چھٹی لے لیں اور حکومت کو کام کر کے دکھانے دیں - اس طرح تو معاملہ کبھی سُلجھے گا ہی نہیں - بہتر تو یہ ہوگا کہ تمام علمار کو یورپین اور امریکی ممالک میں سیر کے لئے روانہ کر دیا جائے جہاں رہ کر جدید زندگی کی ضروریات کے مطابق اجتہاد کریں اور پھر لوٹ کر ایک نیا فتویٰ لکھیں جو تاتارخانیہ اور عالمگیری کا جدید ایڈیشن ہو - پھر تو بات بھی ہے قوم کی خدمت ہو اور قوم کے سامنے ایک راہ نمودار ہو جائے - ازراہِ کرم ان چند جملوں کو شائع کر کے جواب مرحمت فرمائیں -

آئین تقویٰ ما نیز دانیم
امّا چہ چارہ بخت گمراہ

سلاطینِ ہند کی علم پروری

اس کتاب میں سلاطینِ ہند کی علم دوستی کو بڑے اچھے اسلوب سے پیش کیا گیا ہو - جناب مصنف نے بڑی کاوش سے ہندوستان کے تمام حکمرانوں کے علم پرستی کے حالات کو یکجا جمع کر دیا ہے - قیمت مجلد دو روپے غیر مجلد ڈیڑھ روپیہ - (فہرست مفت طلب فرمایئے) مکتبہ بُرہان - اردو بازار - جامع مسجد دہلی